

مولانا سعید الحق جدون حقانی

رمضان رحمتوں کا موسم بہار

رمضان کا مبارک مہینہ ایک بار پھر مسلمانوں کیلئے رحمت خداوندی کا موسم بہار بن کر آیا ہے۔ یہ رحمت اور نیکیوں کا مہینہ ہے۔ اس میں گناہ جھڑتے اور خیر و بھلائی کی تازہ کوئلیں پھولتی ہیں، مغفرت کی ہوائیں چلتی ہیں، رحمت کی موسلا دھار بارش برتی ہے۔ اس ماہ مبارک میں بارانِ رحمت نازل ہوتی ہے، رحمتوں کے شگوفے پھوٹتے ہیں، نیکیوں کی کوئلیں سر اٹھاتی ہیں، اعمالِ صالحہ کے پھول کھلتے ہیں، ذکر و دعا اور استغفار کی چہکار ہوتی ہے۔ تلاوت و مناجات کی مہکار ہوتی ہے اور بخشش کی بہار ہوتی ہے۔

سرورِ کائنات ﷺ نے اس ماہ مبارک کی آمد سے ایک دن پہلے مشتاقانِ عبادت کو اعلان کرتے ہوئے فرمایا: ”اے لوگو! تم پر ایک بہت بڑی برکت والے مہینے نے سایہ ڈالا، اس مبارک مہینے میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔۔۔۔۔ تراویح نفل عبادت مقرر کیا ہے۔۔۔۔۔ سنت پر فرض کے برابر ثواب ملے گا۔۔۔۔۔ ایک فرض ادا کرنے کا ثواب ستر فرض کے برابر ہوگا۔۔۔۔۔ اس کا پہلا حصہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا حصہ آتشِ دوزخ سے آزادی ہے۔

رمضان المبارک رحمت خداوندی کا موسم بہار ہے۔ یہ انوار و برکات کے فیضان کا مہینہ ہے، یہ مومنین کے پڑمردہ دلوں کیلئے حیاتِ نو کے پیغام کا مہینہ ہے، یہ باہمی ہمدردی اور خیر خواہی کا مہینہ ہے۔ پیغمبر علیہ السلام نے اس مہینے کو شہرِ مواصلات یعنی غمخواری کا مہینہ فرمایا ہے۔ علامہ طبریؒ فرماتے ہیں: ”کہ رمضان المبارک کو شہرِ مواصلات کے نام سے موسوم کرنے میں اس بات کی ترغیب ہے کہ آپ اس مہینے میں تمام انسانوں اور بالخصوص فقراء و مساکین کے ساتھ احسان کریں، اور سخاوت و فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی ہر ممکن امداد کریں۔

رمضان میں پیغمبر علیہ السلام کی جود و سخا واد رواں کی طرح:

جود و سخا ایک پسندیدہ صفت ہے، یہ صفتِ خداوندی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

ہے: ”کہ اللہ تعالیٰ سچے فیاض ہے، اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مہینے میں اللہ

تعالیٰ کے جو دستِ سخا میں اضافہ ہوتا ہے، کیونکہ جنتیوں کیلئے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔ جب رمضان میں حق تعالیٰ کے جو دستِ سخا میں اضافہ فرماتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے صفات کے مظہر اتم تھے ان کے جو دستِ سخا میں اضافہ ہوتا تھا۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ”رسول اکرم ﷺ سب سے زیادہ جو دستِ سخا والے تھے اور رمضان میں جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملتے تو بہت سخاوت فرماتے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ ﷺ سے ملاقات کرتے اور ان کے ساتھ قرآن کا دور کرتے غرض مخلوق کی نفع رسانی میں آنحضرت ﷺ بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔“ [بخاری]

رسول اللہ ﷺ تو ویسے بھی سب لوگوں سے زیادہ فیاض اور دریا دل تھے، لیکن رمضان میں آپ ﷺ اس طرح راہِ خدا میں خرچ کرتے تھے جیسے تازہ ہوا کے جھونکے چلتے ہیں، کہ ہر کوئی اس سے فیض یاب ہوتا، آپ ﷺ کی اسی عادت مبارکہ کا اثر آپ کی امت میں بھی دیکھنے میں آتا ہے۔ اصحاب خیران تیس دنوں میں خوب دل کھول کر راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں، اور غریبوں و فقیروں کی امداد و اعانت اور ان کو شکم سیر کیا جاتا ہے۔

جود کی تشریح:

حدیث شریف میں لفظ جود آیا ہے، جود کے معنی ہیں بغیر سوال کے دینا ہے، تاکہ سائل ذلت سے بچ جائے، اس طرح جود کے معنی کثرت سے دینے کے بھی ہیں، یہی وجہ ہے کہ موسلا دھار بارش کو جود کہا جاتا ہے۔ علامہ کرمائیؒ فرماتے ہیں کہ جود کا مطلب یہ ہے کہ جو مناسب ہو اور جس کے مناسب ہو اس کو دینا۔ علامہ محمد اعلیٰؒ تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جو مناسب ہو اس کو بغیر عوض اور بدلے کے دینا جود کہلاتا ہے۔

ان تعریفات کی روشنی میں مذکورہ حدیث سے یہ مستفاد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے صدقات و خیرات دیتے تھے اور بالخصوص رمضان المبارک میں سخاوت نبویؐ بادِ رواں کی طرح ہوتی تھی، بغیر سوال کے سائل کو دیتے تھے تاکہ سائل ذلت سے بچ جائے اور جو کچھ دیتے تھے وہ کسی غرض و مقصد کے تحت نہیں دیتے تھے بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کیلئے دیتے تھے۔ جو

مناسب تھا اور جس کے مناسب تھا اس کو عطا فرماتے تھے۔ مثلاً بھوکوں کو کپڑے دینا اور ننگوں کو کھانا جو دو سخا نہیں بلکہ بھوکوں کو کھانا کھانا اور ننگوں کو کپڑے دینا جو دکھلاتا ہے، یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا۔ لہذا ہمیں بھی خرچ کرتے وقت ان اصولوں کو مد نظر رکھنا چاہیے، واضح رہے کہ جو ایک ملکہ فاضلہ ہے اور سخا اس کا اثر ہے، سخاوت کا تعلق مال سے ہے اور جو مال کے ساتھ مخصوص نہیں، علم کی تقسیم، معارف کی تقسیم، اخلاق کی تقسیم اور مال کی تقسیم وغیرہ سب جو مال میں داخل ہیں۔

افطاری کرانے کا اجر و ثواب:

باہمی خیر خواہی اور ہمدردی کے اس مہینے میں لوگوں کی سحری و افطاری کا حتی الوسع انتظام کرنا چاہیے اور اپنے قرب و جوار میں غریب و تنگ دست لوگوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”کہ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے، یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ تعالیٰ کی رضا و ثواب حاصل کرنے کے لئے افطار کرایا تو یہ اس کے گناہوں کی مغفرت اور آتشِ دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا، بغیر اسکے کہ روزہ دار کے ثواب میں کمی کی جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطاری کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا تو کیا غرباء اس ثوابِ عظیم سے محروم رہیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی کی ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا افطار کرادے، اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے تو اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوضِ کوثر سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔“ [بیہقی]

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو کوئی رمضان المبارک میں روزہ دار کا روزہ حلال کمانی سے افطار کرایگا تو رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے ان کیلئے دعا کریں گے اور شبِ قدر کو جبرائیلؑ اس سے مصافحہ کریں گے۔ جبرائیلؑ کے مصافحے کی علامت یہ ہے کہ دل نرم اور آنکھیں پُر نور ہو جائیں گی [مرقات: ۴/۲۳۸]

اس منافع کو دیکھ کر ہمارے اکابر و اسلاف نے رمضان میں افطاری کرانا اپنا معمول بنا رکھا تھا، غریبوں اور تنگ دستوں کیلئے افطاری کا اہتمام کرتے تھے۔ حضرت حماد بن سلمہ ایک مشہور محدث گزرے ہیں، وہ ہر روز پچاس آدمیوں کا روزہ افطار کرنے کا اہتمام کرتے تھے۔ یہ ایک اچھی

روایت ہے جس کا آج بھی مسلمانوں کے ہاں اہتمام کیا جاتا ہے۔

روزے کا فلسفہ :

روزے کی مشروعیت میں ایک خاص نکتہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے مالدار لوگوں کو یہ پتہ چلتا ہے کہ فاقہ میں کیسی اذیت اور بھوک و پیاس کی تکلیف ہوتی ہے، روزے کی حالت میں بھوک و پیاس کی وجہ سے ان امراء و اغنیاء کو اپنے غریب اور فاقے سے نڈھال بھائیوں کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑا سا کھانا کھلانے سے ان کی تکلیف کو دور کرنا کتنا بڑا ثواب ہے، جو خود بھوکا نہ ہو اس کو دوسرے غریب لوگوں کی بھوک اور جو خود پیاسا نہ ہو اس کو دوسروں کی پیاس کی تکلیف کا احساس کیونکر ہوگا؟

روزے کا بدل یعنی نذیہ اور کفارہ کے احکام پر اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ ان سب مواقع پر روزہ کا بدل غریبوں کا کھانا کھلانا قرار دیا ہے، چنانچہ روزے کا فلسفہ اور حکمت یہی ہے کہ معاشرے میں غریب اور فاقے سے نڈھال بھائیوں کے ساتھ امداد، ایثار اور ہمدردی کے جذبے کو بیدار کیا جائے۔

رمضان المبارک میں نیک کاموں کا اہتمام کرنا:

زندگی کا کاروبار قبر کے کنارے پہنچنے تک ختم ہونے والا نہیں ہے۔ اس کے برعکس یہ مبارک ساعتیں خدا جانے پھر میسر آئیں یا نہ آئیں، لہذا ہمیں چاہیے کہ نیک کاموں کا اہتمام کریں، اس مہینے میں خوب خوب مال خرچ کریں، غریب رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور فقیروں تک خرچہ، کھانا اور کپڑے پہنچائیں، روزے داروں کو افطار کرائیں۔ یہی ہمارے لئے مفید ترین ذخیرہ ثابت ہوگا اور اس دنیا سے جانے کے بعد بھی ان سے حاصل ہونے والا اجر قبر کی تنہائیوں میں ہمارا رفیق بن جائیگا۔

دوسری بات یہ کہ اس مہینے کو دوسرے افکار سے فارغ ہو کر ہمہ تن عبادت کی طرف متوجہ ہوں۔ دوسری مصروفیات کو کم سے کم کر کے زیادہ سے زیادہ وقت قرآن پاک کی تلاوت اذکار و تسبیحات، نفلی نمازوں اور دوسری عبادتوں میں صرف کیا جائے۔

اگر ہم سچے دلوں سے اس ماہ مبارک میں نیک کاموں کا اہتمام کریں تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے: ”من سلم له رمضان سلمت له السنة“ جس شخص کا رمضان سلامتی سے